نے تاریخ الخلفاء میں ایسے کئی واقعات نقل کئے ہیں کہ جن پر منصور نے درگزر کیا۔ مثلاً ایک واقعہ ہے کہ ایک دفعہ منصور شام میں ایک بدو سے ملا۔ تو اس سے کہا اے اعرابی تم اللہ کا شکر کرو کہ اس نے ہم اہل بیت کو اقتدار عنایت فرمایا کر تم لوگوں سے طاعون کی وبا کو دور کرایا۔ اس پر اعرابی نے یہ جواب دیا اللہ تعالیٰ ہم پر دو مصیبتیں جمع نہیں کرتا ہے۔ یعنی تمہاری حکومت اور طاعون اکٹھے نہیں ہو سکتے اعرابی کے اس جواب پر منصور ہنسنے لگا اور اس سے درگزر کیا۔

عقل مند وہ نہیں ہے جو کسی مصیبت سے کوشش کر کے نکل جائے بلکہ صحیح معنوں میں وہی عقل مند ہے جو ایسی تدابیر اختیار کرے کہ آئندہ ایسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو سکے

اسی طرح ایک اور واقعہ ہے کہ منصور بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا طواف کرنے کے دوران امام سفیان ثوری سے ملاقات ہوگئی تو منصور نے امام صاحب سے کہا کہ آپ کو اس کعبہ کے رب کی قسم میرے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ امام صاحب نے جواب میں فرمایا۔ مجھے بھی اس کعبہ کے رب کی قسم تم جیسا برا آدمی میں نے روئے زمین پر نہیں دیکھا۔ منصور یہ جواب سن کر خاموش ہوگیا اور طواف کرنا شروع کر دیا۔

منصور عبادت و ریاضت بھی بہت کرتا تھا۔ مورخ طبری نے لکھا ہے کہ منصور بہت عبادت گزار تھا نماز روزہ کا پابند تھا۔ حج بھی بہت کئے شراب کے نزدیک ساری عمر نہیں گیا۔ اور کبھی کوئی حرام چیز قبول نہیں کی۔ رات کا دو تہائی حصہ گزر جانے کے بعد وہ تہجد کے لئے اٹھتا تھا۔ اور نماز فجر تک عبادت میں مشغول رہتا تھا۔ اور اس کے بعد عام مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں جا کر نماز فجر ادا کرتا تھا۔ (تاریخ طبری)

منصور بڑا صاحب علم و فضل تھا عربی زبان کا فصیح البیان خطیب تھا۔ ادب، تاریخ، لغت، فقہ اور علم نجوم میں اس کو کامل دسترس حاصل تھی۔ بے شمار عمدہ اشعار اس کو زبانی یاد تھے۔ علم کلام میں بھی اس کو بڑی مہارت حاصل تھی۔ تاریخ کی کتابوں میں اس کے بے شمار حکیمانہ اقوال درج ہیں۔ اور علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں اس کے کئی حکیمانہ اقوال درج کئے ہیں مثلاً منصور کا ایک قول یہ ہے:

جب تم کسی محفل میں بیٹھو تو تم اہل علم سے صحبت رکھو۔ جو تم سے علمی گفتگو کریں کیونکہ علمی گفتگو مردوں کا کام ہے جسے مرد ہی پسند کرتے ہیں اور نامرد اسے ناپسند کرتے ہیں۔

منصور کا ایک دوسرا قول ہے:

عقل مند وہ نہیں ہے جو کسی مصیبت سے کوشش کر کے نکل جائے بلکہ صحیح معنوں میں وہی عقل مند ہے جو ایسی تدابیر اختیار کرے کہ آئندہ ایسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو سکے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۶۸)

منصور کو شعر و سخن سے بھی دلچسپی تھی کبھی کبھی اور بھی شعر کہتا تھا مسعودی نے اپنی تاریخ مروج الذہب میں اس کے کئی اشعار نقل کئے ہیں مثلاً اس کے یہ دو شعر ہیں۔

ترجمہ:

جو زمانے کا ساتھ دیتا ہے تو وہ اس کے حملوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا کیونکہ زمانہ کا ذائقہ شیریں اور تلخ دونوں قسم کا ہوتا ہے۔

ہر رات خواہ کس قدر طویل ہو آخر کار اسے ختم ہونا ہے (مروج الذہب ج ۳ ص ۲۱۴)

منصور نے جب آخری مرتبہ حج کیا تو مکہ معظمہ میں بیمار ہوا۔ اور اس بیماری میں اس نے انتقال کیا تو اس وقت اس نے یہ اشعار تحریر کئے خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ بغداد میں نقل کئے ہیں:

انسان طویل زندگی کی توقع رکھتا ہے تاہم طویل زندگی اسے نقصان پہنچاتی ہے۔

بڑھاپے میں انسان کی خوش طبعی باقی نہیں رہتی ہے بلکہ خوشگوار زندگی کے بعد زندگی کی تلخیاں باقی رہتی ہیں۔

زمانہ اس کے ساتھ بے وفائی کرتا ہے اور اسے کسی چیز میں خوشی نظر نہیں آتی ہے۔

جب میں مر جاؤں گا تو کچھ لوگ میرے مرنے پر خوشی کا اظہار کریں گے اور کچھ افراد ہمارے لئے دعا گو ہوں گے اور تعریف کریں گے (تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۶۱)

خلیفہ ابوجعفر منصور کو علم حدیث اور اسماء الرجال میں بھی دسترس حاصل تھی۔ اس نے علم حدیث میں نامور محدثین کرام سے استفادہ کیا تھا اسماء الرجال کے علم میں بھی اس کو مکمل دسترس حاصل تھی۔ حافظ سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ:

منصور اپنے عہد خلافت میں بار بار یہ تاکید کیا کرتا تھا کہ میری انتہائی تمنا یہ ہے کہ میں ایک چبوترے پر بیٹھا رہوں اور میرے چاروں طرف طالبان حدیث بیٹھے ہوئے ہوں جنہیں میں خود بھی احادیث لکھوایا کروں اور وہ مجھے بھی احادیث لکھوایا کریں۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۶۶)

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ: ابو

جعفر منصور بڑا علم دوست تھا۔ اور اس نے لوگوں کے حالات، سیاسی معاملات اور دیگر علوم پر سات جلدوں میں ایک کتاب لکھی۔ اور اس کے علاوہ چند چھوٹے چھوٹے رسائل بھی تحریر کئے۔ لیکن یہ سب کتابیں زمانہ کی دستبرد سے محفوظ نہ رہ سکیں اور ضائع ہوگئیں۔ (تاریخ ابن خلدون ج ۳ ص ۴۳۴)

ولادت:

منصور کا اصل نام عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس تھا۔ کنیت ابو جعفر اور لقب منصور تھا۔ اور تاریخ میں ابو جعفر منصور کے نام سے مشہور ہوا۔ ماہ صفر ۹۵ھ ۷۱۳ء میں پیدا ہوا۔ (جمہرۃ الانساب ص ۲۱)

سات سال کی عمر میں اس کی تعلیم کا

تعلیم و تربیت:

آغاز قرآن مجید سے ہوا۔ منصور شروع ہی سے ذہین اور قوی الحافظہ تھا اس لئے وہ بہت جلد اسباق یاد کر لیتا تھا۔ اور بہت جلد اس نے مختلف اساتذہ سے حدیث، فقہ، اسماء الرجال، تاریخ، لغت، ادب، علم کلام اور علم نجوم میں دستگاہ حاصل کر لی۔ اور ان علوم میں اس وقت تک مشغول رہا۔ جب تک کہ سیاسی واقعات نے اسے بے حد مصروف بنا دیا۔ (تاریخ الخلفاء ج ۲ ص ۴۳۸)

دینی علوم کی تحصیل کے علاوہ منصور نے فنون حرب اور شہسواری کی تعلیم بھی ان فنون کے ماہرین سے حاصل کی اور ان فنون میں بڑی اچھی ٹریننگ حاصل کی۔ اس کے علاوہ ماہر شکاری اور تراکی میں بھی کمال حاصل تھا۔ تقویٰ اور طہارت میں بھی منفرد حیثیت کا حامل تھا۔

خلافت:

ابو جعفر منصور یکم محرم ۱۳۷ھ ۷۵۴ء کو خلیفہ بنا۔

نظام سلطنت:

ابو جعفر منصور کو مسلم خلفاء میں یہ مرتبہ و مقام حاصل ہے کہ اس نے نظام سلطنت کو وسیع پیمانے پر درست کیا۔ اور ملک کا نظم و نسق صحیح اصولوں کے مطابق چلایا۔ اور ملک کی آمدنی و خرچ کا حساب درست کیا۔ اور عدالت و انصاف کے طریقوں کو مستحکم بنیادوں پر قائم کیا۔ فوجی نظام کو بھی درست کیا۔ اور ملک کو اقتصادی خوشحالی کی راہ پر گامزن کیا۔ اور معاشی ذرائع کو وسیع کیا اور

جب میں مر جاؤں گا تو کچھ لوگ میرے مرنے پر خوشی کا اظہار کریں گے اور کچھ افراد میرے لئے دعا گو ہوں گے اور تعریف کریں گے

ساتھ ساتھ علمی و ثقافتی میدان میں ترقی کے مواقع مہیا کئے اور سماجی معیار زندگی کو بلند کیا۔

ملکی انتظام:

ملکی انتظام میں منصور نے یہ پالیسی مرتب کی کہ وہ اپنے ماتحت گورنروں کو بہت کم اختیار تفویض کیا کرتا تھا۔ اور اس گورنر کے اختیارات میں توسیع کرتا تھا۔ جو قابل اعتماد ہوتا تھا یا اس کا تعلق شاہی خاندان سے ہوتا تھا۔ ورنہ بالعموم اپنے گورنروں کو محدود اور نامکمل اختیارات دیا کرتا تھا۔

نظام خبر رسانی:

منصور کا نظام حکومت مرکزی اصولوں پر قائم تھا۔ منصور نے ڈاک اور خبر رسانی کا وسیع نظام کیا۔ اور اس مقصد کیلئے بغداد دیوان البرید کے نام سے ایک مرکزی محکمہ قائم کیا اور ملک کے گوشہ گوشہ میں اس کا جال بچھا دیا۔ اور ہر شہر میں اس کی شاخیں قائم کی گئیں۔ خبر رسانی اور ڈاک کا یہ محکمہ ٹیکس وصول کرنے والوں کی نگرانی بھی کرتا تھا اور روزانہ ڈائری بھی مرتب کیا کرتا تھا۔ اور یہ ڈائری معاشی قومی اور تمام امور سے متعلق ہوتی تھی۔

پولیس کا محکمہ:

ابو جعفر منصور نے پولیس کا محکمہ قائم کیا اس محکمہ کا ایک حصہ دارالخلافہ بغداد کا انتظام کیا کرتا تھا اور اہل بغداد کے امن و امان کا ذمہ دار ہوتا تھا۔ اور اس کام کیلئے منصور اپنے قابل اعتماد افسروں کا انتخاب کیا کرتا تھا۔ مرکزی پولیس افسروں کے علاوہ ملک کے ہر ضلع اور صوبہ میں پولیس کا محکمہ ہوتا تھا جس کا سربراہ ہر صوبہ کا گورنر ہوتا تھا۔

پولیس کے فرائض میں ملکی نظم و نسق بھی تھا۔ اور ان لوگوں کی نگرانی تھی جو ملکی نظم و نسق میں خلل انداز ہوں جیسے چور ڈاکو اور قاتل وغیرہ۔

علامہ ابن خلدون منصور کے محکمہ پولیس کے بارے میں اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں:

عدالتی پولیس کا محکمہ عباسی خلافت میں قائم ہوا تھا یہ محکمہ ابتداء میں مقدموں کے احکام کی تحقیق کرتا ہے اور جب مقدمہ مکمل ہو جائے تو اس کے حدود قائم کرتا ہے کیونکہ جرائم میں چوروں پر جو الزامات لگائے جاتے ہیں اس سے شریعت سے تعلق اس وقت ہوتا ہے جب مقدمہ کی کاروائی مکمل ہو جائے اس سے پہلے ان الزامات کی تصدیق ہوتی ہے اس لئے عدالت پولیس جرائم کی ابتدائی تحقیقات مکمل کر کے حدود قائم کراتی ہے اور اس کے بعد وہ ان پر عمل درآمد کراتی ہے۔ یہ

لوگو حدود اور قتل دونوں کے مقدمات کی تحقیق کرتے ہیں اور اسے قاضی کی تحقیق سے الگ رکھتے ہیں۔ (مقدمہ تاریخ ابن خلدون ص ۲۱۸)

فوجی و جنگی نظام:

منصور نے اپنے عہد خلافت میں جنگی اور فوجی نظام کی طرف بھی توجہ کی اور اس کو مضبوط بنیادوں پر مستحکم کیا۔ منصور کی توجہ تین حصوں میں منقسم تھی۔

۱۔ رضاکار فوج:

یہ زیادہ تر عرب قبائل کے افراد پر وقتی طور پر تشکیل پاتی تھی۔ اور کسی خاص جنگ کے موقع پر ان کی بھرتی کی جاتی تھی۔ اور نہ ہی ان کی تنخواہ مقرر ہوتی تھی۔ اور نہ ہی یہ فوج سرکاری قوانین وقواعد کے ماتحت ہوتی تھی۔

۲۔ سرکاری فوج:

اس کا باقاعدہ نظام مقرر تھا اور یہی حکومت کی قابل اعتماد فوج تھی ہر وقت مسلح رہتی تھی اور اپنی مقررہ چھاؤنیوں میں رہتی تھی۔ اور اس فوج کے باقاعدہ تنخواہ ملتی تھی اور اس فوج کا ایک نگران اعلیٰ ہوتا تھا۔ جو ہمارے زمانے کے وزیر دفاع کے برابر اختیارات رکھتا تھا۔

۳۔ فوج کی تیسری قسم:

اس فوج میں صرف تیر انداز شامل ہوتے تھے۔ اور یہ جنگوں میں تیر کمان ہی استعمال کرتے تھے۔

بحری بیڑہ:

منصور کے پاس بحری بیڑہ بھی تھا جو اموی حکومت سے اسے ورثے میں ملا تھا اور منصور نے یہ بیڑہ ۱۵۳ھ میں استعمال کیا تھا۔

عدالتی نظام:

منصور عدالتی نظام کی خودنگرانی کیا کرتا تھا دوسرے الفاظ میں وہ عدالتی نظام کا سربراہ تھا اور قاضیوں کا خود تقرر کرتا تھا۔ کہ عدالتیں صوبائی گورنروں سے آزاد رہ کر عدل و انصاف کے ساتھ فیصلے کرسکیں اور رعایا کے ساتھ کسی قسم کی بے انصافی نہ ہونے پائے اور وہ ایسے قاضیوں کا تقرر کرتا تھا۔ جو اس منصب کے اہل ہوتے تھے اور قاضی کے تقرر سے پہلے نہایت تحقیق سے ان کے ذاتی اور علمی حالات کی جانچ پڑتال کرتا تھا۔ اور چونکہ منصور خود صاحب علم وفضل تھا اس لئے پوری تحقیق کے بعد وہ قاضیوں کا تقرر کیا کرتا تھا۔

محتسب:

محتسب کا نظام سب سے پہلے خلیفہ ثانی امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے قائم کیا تھا محتسب کے فرائض کیا ہیں اس کے بارے میں علامہ ابن خلدون اپنے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ:

محتسب برائیوں کی تحقیق کرتا ہے اور اس کے مطابق لوگوں کو سزائیں دیتا ہے اور عوام کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ مفادات عامہ کو پیش نظر رکھیں مثلاً وہ سڑکوں اور گلیوں کا راستہ تنگ نہ کریں حمل ونقل کا بہت سامان نہ لے جائیں۔ اسی طرح کشتی کے ملاح بھی کشتیوں میں سامان زیادہ نہ لے جائیں اور جو عمارتیں گرنے والی ہوں وہاں کے رہنے والوں کو حکم دیں کہ وہ ایسی شکستہ عمارتیں گرادیں نیز راہ گیروں کو نقصان پہنچانے والی چیزوں کا ازالہ کریں اور سکولوں میں بچوں کے معلمین کو بچوں پر تشدد کرنے سے روکیں اور ٹال مٹول کرنے والے لوگوں کو انصاف کی طرف آمادہ کریں۔ اور ایسی برائیوں میں مداخلت کریں جن کے بارے میں نہ عدالتی ثبوت اور گواہی ہو اور نہ کوئی فیصلہ کرنا ممکن ہو۔ (مقدمہ ابن خلدون ص ۱۹۶)

خلیفہ ابوجعفر منصور نے بھی محتسب مقرر کیا اور بغداد کا پہلا محتسب ابوزکریا یحییٰ بن عبداللہ تھا۔ (تاریخ ابن الاثیر ج ۵ ص ۲)

مالی نظام:

اسلامی سلطنت کے تمام خلفاء اور سلاطین کی یہ پالیسی رہی ہے کہ وہ اپنی آمدنی اور اخراجات میں توازن رکھے اس لئے خلفائے راشدین کے عہد سے بیت المال قائم کیا گیا۔ تاکہ ملک کی سرکاری آمدنی کو محفوظ رکھا جائے اور ملت اسلامیہ کے عام مفادات میں بوقت ضرورت انہیں خرچ کیا جائے اس۔ اس ابتدائی زمانے میں اسلامی سلطنت کے اہم ذرائع آمدنی مندرجہ ذیل تھے۔

۱۔ خراج

۲۔ جزیہ

جب ابوجعفر منصور خلیفہ ہوا۔ تو اس وقت سرکاری بیت المال خالی تھا۔ منصور اپنے پیشرو کے مقابلہ فضول خرچ نہیں تھا بلکہ کفایت شعار تھا اس لیے اس نے یہ کوشش کی کہ سرکاری آمدنی کو ضائع ہونے سے بچایا جائے چنانچہ اس نے تھوڑے ہی عرصہ میں سرکاری بیت المال کو سونے چاندی سے بھر دیا